

سویں دلکشیں؟

انہائی منظوم اور سائنسی بنیادوں پر عمران خان کی حکومت کے خلاف عوام اور خواص کی سطح پر ہر طرح کے الزامات کی بوچھاڑ کی جا رہی ہے۔ اسے فتح جزیش وار کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔ یہ سب کچھ، ہر انداز فکر کے لوگوں کے ذہن پر اثر انداز کرنے کیلئے ہو رہا ہے۔ مخفی پروپیگنڈا کو غور سے دیکھیے۔ نظر آجایا گا کہ کسی بھی طرح اس حکومت کو کامیاب نہ ہونے کی کوششیں زور و شور سے جاری ہیں۔ فکر صرف ایک کہ اگر عمران خان کامیاب ہو گیا تو قدیم اور روایتی سیاستدانوں کا کیا مستقبل ہو گا۔

سب سے پہلے، خان کے ہر کام کو یوٹران کا نام دیا جا رہا ہے۔ جو بہر حال ایک مخفی لفظ ہے۔ سابقہ وزیر اطلاعات، سابق وزراء اعلیٰ اور ان لیگ کے سر کردہ سیاستدان اس مکمل پر اس کا حصہ ہیں۔ یوٹران کا لفظ، تحریک انصاف کے خلاف ایک نعرہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تھوڑی سی فکر کے بعد انداز ہو جائیگا کہ دنیا کا ہر سیاستدان اور قومی سربراہ حالات کی روشنی میں اپنی سوچ اور فیصلوں میں جو ہری تبدیلی لیکر آتا ہے۔ یہ عملیت پسندی بھی ہے اور قوم کو آگے بڑھانے کیلئے اپنی ذات اور پرانے فیصلوں کی نفی کرنے کا عمل بھی۔ یہ سی بھی طریقے سے ہرگز ہرگز ناپسندیدہ نہیں۔ ٹائمز آف انڈیا کو انظر یو دیتے ہوئے، وزیر اعظم عمران خان نے بالکل عام فہم بات کی کہ ملکی فائدین کیلئے سب سے اہم چیزوں مفاد ہے۔ اگر بلند ترین مقاصد کیلئے حکمتِ عملی اور فیصلے تبدیل کر دیے جائیں تو یہ قطعاً غیر معقول بات نہیں ہے۔ ہٹلر کی مثال، خان نے سب کے سامنے رکھی کہ اگر وہ اپنی ضد اور اُنا کے سامنے خود تھیار ڈال دیتا، دوسری جنگ عظیم مسلسل اڑنے کا فیصلہ تبدیل کر دیتا تو جرمنی مکمل طور پر نیست و نابود نہ ہوتا۔ تاریخ کو ذرا پڑھیے تو سہی۔ جس وقت جرمنی دوسری جنگ عظیم میں ابتدائی کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد ہارنا شروع ہوا تو ہٹلر صرف اور صرف ریاستی پروپیگنڈے کے ذریعے جرمن قوم سے مسلسل غلط بیانی کرتا رہا۔ ہر وقت ملکی میڈیا، جرمن فوج کی تاریخی فتح کے جھوٹے قصے نشر کرتا رہا۔ ہٹلر کی آنا اس قدر زیادہ تھی کہ اس نے اپنی پوری افواج کو ختم کر رواڑا ل۔ جرمنی، کو غلام بنادیا گیا۔ اسکے حصے بخڑے کر دیے گئے۔ اگر ہٹلر، ابتدائی حالات میں شکست کو حقیقت میں تسلیم کر لیتا تو یہ اسکی قوم اور ملک اس درجہ بد قسمتی کے دور سے نہ گزرتی۔ ہٹلر اگر اپنی ضد چھوڑ کر جنگ کرنے کے بنیادی فیصلے کو تبدیل کر لیتا تو جرمنی اور دنیا کی تاریخ مکمل طور پر مختلف ہوتی۔ داشمندی وہ واحد صفت ہے جو انسان کو بنیادی فیصلے تبدیل کرنے کا اشارہ کرتی ہے۔ وزیر اعظم کی سطح کے لوگوں کو تو بصیرت سے لبریز ہونا چاہیے۔ انہیں تو موقعہ کے حساب سے اپنے کیے ہوئے دعوے اور اعلانات مکمل طور پر تبدیل کرنے چاہیے۔ وجہ صرف اور صرف ملکی مفاد ہونا چاہیے۔ خان پر ابھی تک پاکستان کے مفاد کے خلاف کوئی بھی فیصلہ کرنے کا الزام نہیں لگایا جاسکتا۔

دوسری مثال سامنے رکھیے۔ جزل بھی خان نے مشرقی پاکستان میں فوجی آپریشن کا فیصلہ کیا۔ سیاسی عمل سے گریز کر کے مشرقی پاکستان میں قتل و غارت کا ایک ایسا بازار گرم کر دیا گیا جس میں ہزاروں نہیں، لاکھوں جانیں ضائع ہو گئیں۔ ملکی معیشت مکمل طور پر برباد ہو گئی۔ ہماری فوج، سول افسران اور دیگر لوگ ہندوستان کی قید میں چلے گئے۔ ملک دوٹکڑے ہو گیا۔ مگر المنک شکست سے

صرف چند گھنٹے پہلے، ہر سچ کو جانتے ہوئے بھی ہمیں بتایا جا رہا تھا کہ مشرقی پاکستان میں فوجی آپریشن کامیابی درکامیابی سے ہمکنار ہے۔ دشمن کی فوجوں کے دانست کھٹے کیے جا چکے ہیں۔ ہماری سلیمانیت کو کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن محض چند گھنٹے بعد، عالمی برادری سے اپیل کی جا رہی تھی کہ جنگی قیدیوں سے جنیوا کنوشن کے تحت اچھا سلوک کیا جائے۔ پاکستان دولت کرواؤ الائمریجی خان نے فیصلہ تبدیل نہیں کیا۔ ہر غیر متعصب لکھاری کو یقین ہے کہ اگر یحیٰ خان ضد نہ کرتا اور مجیب الرحمن کو حکومت دے دیتا تو ملک خانہ جنگی اور عالمی سطح کی روائی سے محفوظ ہو جاتا۔ موجودہ اٹھارویں ترمیم کے سامنے مجیب الرحمن کے نکات کچھ بھی نہیں تھے۔ مگر یحیٰ خان نے پورا ملک اپنی آنا اور ضد کے سامنے قربان کرڈا۔ پاکستان اس جھٹکے سے آج تک نہیں سنبھل پایا۔ عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ کوئی بھی قومی سطح کا رہنماء، اگر اپنا فیصلہ زمینی حقوق کے مطابق تبدیل کرتا ہے، تو اسے غلط قرار نہیں دیا جاسکتا۔ پھر عمران خان کے خلاف اتنا پروپیگنڈا کیوں۔

حالیہ سیاست کی طرف آئیے۔ نواز شریف، پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔ مرحوم جو نیجو صاحب وزیر اعظم پاکستان تھے۔ طالب علم کی دانست میں جو نیجو صاحب، ہمارے ملک کے بہترین قائد رہے ہیں۔ انہیں ہم نے مرتبہ نہیں دیا جسکے وہ ذاتی طور پر حقدار تھے۔ یاد رہے کہ جو نیجو صاحب، مسلم لیگ کے مرکزی رہنماء بھی تھے۔ جیسے ہی جزل ضیاء الحق نے انہیں بطرف کیا۔ نواز شریف، ایک پل میں، جو نیجو صاحب کے مخالف کمپ میں چلے گئے اور کسیر ٹکر وزیر اعلیٰ بن گئے۔ یہ فیصلہ صرف اور صرف ذاتی مفاد کے تابع تھا۔ اسکی کوئی اصولی یا اخلاقی بنیاد نہیں تھی۔ اس نادان فیصلے نے جزل ضیاء الحق کے حق تھی دوڑ کو حد درجہ مضبوطی دے ڈالی۔ اگر نواز شریف، اس وقت، جمہوری طاقتوں کے ساتھ کھڑے رہتے تو شائد ہماری قسمت میں غیر جمہوری حکومتوں کا دورانیہ حد درجہ کم ہو جاتا۔ کیا آج میاں صاحب، اپنے اس ذاتی فعل کو کسی بھی فورم پر واضح کر سکتے ہیں۔ بالکل نہیں۔ وہ تو اس یوڑن کا ذکر ہی نہیں کرتے۔ وضاحت کے متعلق بات کرنی تو وقت کا ضیاع ہے۔ ذاتیات پر بات کرنا حد درجہ ادنیٰ بات ہے۔ مگر کیا پرویز مشرف کے دور میں، اپنی پارٹی کے ہر شخص سے بالا بالا، سعودی عرب میں پناہ لینا کوئی اخلاقی اقدار پر مبنی فیصلہ تھا۔ جواب خود اپنے ذہن میں سوچ لیجئے۔ جمہوریت کے نعرے لگا کر، خفیہ طور پر ایک دستاویز پر دستخط کر دینا، پھر ملک سے اپنے خاندان کے ساتھ نکل جانا، کیا واقعی یہ ایک ذاتی یوڑن تھا کہ ملکی مفاد میں کوئی فیصلہ؟ آج بھی یہی ہو رہا ہے۔ ہر بآخر انسان جانتا ہے کہ آل شریف ہر حرہ استعمال کر کے معافی اور استثناء مانگ رہا ہے۔ تفصیل عرض نہیں کرنا چاہتا۔ غیر ملکی دباؤ کو بھی حد درجہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ مگر جب عمران خان یا ریاستی ادارے انہیں این آزادیوں سے انکار کر دیتے ہیں تو اصل بات بتانے کی بجائے موجودہ وزیر اعظم پر لفظی چڑھائی شروع کر دی جاتی ہے۔ طبلیجوں کی فوج ظفر فوج، یوڑن یوڑن کی قولی شروع کردیتی ہے۔ مقصود صرف اپنی کرپشن، بدانظامی پیدا کرنے والے فیصلے اور دولت بچانا ہے۔ کیا یہ بھی قومی مفاد ہے کہ جب یہ لوگ مقدار طبقے کے پاس جاتے ہیں تو انکے پیر کپڑ لیتے ہیں اور جب باہر آتے ہیں، تو انی بے گناہی کاراگ الائپنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیا یہ یوڑن، ذاتی مفاد میں ہے یا قومی مفاد میں۔ کیا اسکا ذکر تک کیا جاتا ہے۔ بالکل نہیں۔ مگر حقیقت تو سب جانتے ہیں۔ دراصل "آل شریف" کو اب تک یقین ہی نہیں آیا کہ وہ تاریخ کے کوڑے دان میں جا چکے ہیں۔ برا مکہ کی تاریخ انکی نظر سے بالکل

نہیں گز ری۔

بات کو آگے بڑھاتے ہوئے، ذرالیڈ ریف اپوزیشن کے اس بیان کی طرف آئی جو انہوں نے اپنے لخت جگر کے لاہور ہوائی اڈے پر روکے جانے پر کیا ہے۔ فرماتے ہیں، پاکستان میں "سویلین ڈیٹیٹر شپ" کا دور دورہ ہے۔ دس برس میں سابقہ وزیر اعلیٰ کے خاندان نے کیا کیا گل کھلانے، وہ سب کی نظر میں ہیں۔ چاہیں بھی، تو کوئی انہیں نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کیا انکے چھیتے لوگ، سرکاری افسروں کی ٹرانسفر پوسٹنگ پر مالی منفعت کیلئے اثر انداز نہیں ہوتے تھے۔ شہر کے کسی باخبر انسان سے بھی پوچھ لجئے۔ آپ کو حق بتا دیگا۔ سب کچھ بھول جائیے۔ یہ سویلین ڈیٹیٹر کا لفظ خاصہ دلچسپ ہے۔ شہباز شریف صاحب، متعدد بار، ملک کے سب سے بڑے صوبے کے حاکم رہے۔ ایک موقعہ بتائیے۔ جہاں انہوں نے جمہوری رویے کو اختیار کیا ہو۔ صوبائی کابینہ کی تشکیل انکے کسی بھی دور میں مکمل نہیں ہو سکی۔ پچاس فیصد سے زیادہ وزارتیں بذاتِ خود انکے پاس تھیں۔ چند ایک لوگوں کو چھوڑ کر، کابینہ میں ایسے کمزور وزیر قصد الگئے گئے، جو شہباز شریف کے سامنے کوئی اختلافی بات کرنے کی جرأت ہی نہیں کر سکتے تھے۔ انکا کام، صرف اور صرف خوشامد اور تعریف کرنا تھا۔ اسکے علاوہ، ایکشن جیت کر آنے والے منتخب لوگوں کو ہر طرح سے بے تو قیر کیا گیا۔ مسلم لیگ ن کا عام ایم پی اے تو وزیر اعلیٰ سے ملاقات تک نہ کر سکتا تھا۔ کی ایسے وزیر تھے جنکو کسی بھی اہم اجلاس میں نہیں بلا یا جاتا تھا۔ اسکے علاوہ غیر منتخب بندوں کو کلیدی عہدوں پر بٹھا کر با اختیار کر دیا گیا۔ اختنق ڈار صاحب، پنجاب کا بجٹ پانچ سال تک عملی طور پر بناتے رہے۔ ہر سیکرٹری خزانہ انکی تائید کے بغیر تقریبی نہیں ہو سکتا تھا۔ یاد رہے کہ اختنق ڈار کے پاس پنجاب میں کوئی عہدہ نہیں تھا۔ مگر بجٹ پر انکی مکمل گرفت تھی۔ وزیر صحت کے عہدے کی بجائے ایسے جفا دری غیر منتخب لوگ مشیر بنادیے گئے جنکی واحد صلاحیت، چاپلوسی میں پی ایچ ڈی تھی۔ شہباز شریف تو دور کی بات، ایم پی اے اور ایم این اے، انکے ٹاف کے حواری بننے پر مجبور ہو چکے تھے۔ سستی روٹی، مکنیکل تندور، لیپ ٹاپ سیکیم اور اسٹریچ کے درجنوں پر اجیکٹ غیر سیاسی لوگوں نے بنائے تھے۔ اس میں مشاورت کا عمل صفر تھا۔ صوبائی کابینہ تو صرف ایک رسٹمپ تھی۔ ان سے تو صرف فیصلوں کی تو توثیق لی جاتی تھی تاکہ کاغذات کا پیٹ بھرا جاسکے۔ اگر کسی فانی افسر یا منتخب نمائندے نے شہباز شریف کی بنائی ہوئی کسی بھی سیکیم کی شان کے خلاف ایک لفظ بھی بول دیا، تو اس پر قیامت برپا کر دی جاتی تھی۔ افسروں کو معمولی سے قصور پراو۔ ایس۔ ڈی اور صوبہ بدر کر دیا جاتا تھا۔ ان سے سرکاری رہائش گاہیں فوراً خالی کروالی جاتی تھی۔ شہباز شریف صاحب تین چار افسروں اور نصف سے بھی کم درباری لوگوں کے ذریعے پورے دس سال حکومت کرتے رہے۔ چڑیے کے سکے چلاتے رہے۔ کیا بہاو پور کا سول پارک واقعی بین الاقوامی سطح کے اصولوں کے تحت بنایا گیا تھا؟ صرف ایک پروجیکٹ کا نام لیا ہے۔ اسٹریچ کے آن گنت کارنا مے ہیں جن سے پنجاب کا پورا صوبہ بال بال مقرر پڑھ ہو گیا۔ شہباز شریف کیا واقعی، اپنی موجودگی میں کسی دوسرے کو "سویلین ڈیٹیٹر" ہونے کا تمغہ عنایت کر سکتے ہیں۔ اسکا جواب خود انہی کو سوچنا چاہیے!